قرآن مجید کے اردو تراجم

از جناب سید محبوب صاحب رضوی دیوبندی

اسلام جب عرب سے نکل کر دوسرے ممالک و اقوام میں پہنچا جو عربی زبان سے بے بہرہ تھے اور وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجاً کی پیشنگوئی کے مطابق لوگ جوق در جوق اسلام کے دائرہ میں داخل ہونے لگے تو ان کو ضرورت پیش آئی کہ کتاب اللہ کو ترجمہ کے ذریعے سے اپنی ملکی زبان میں سمجھیں. چنانچہ اس قسم کی کوشش کی ابتدا چوتھی صدی ہجری میں بخارا کے سامانی سلاطین (۲۶۱-۳۵۸ھ) کے عہد سے ہوتی ہے، ساتویں صدی ہجری میں علامہ نجم الدین ابو عمرو محمود زاہدیؒ (وفات ۶۵۸ھ) نے تفسیر زاہدی کے نام سے فارسی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور تفسیر لکھی جس نے کافی شہرت حاصل کی. پھر آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں سید شریف علی الجرجانیؒ (وفات ۸۱۶ھ) نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا جو آج کل عام طور پر شیخ سعدیؒ (وفات ۶۹۱ھ) کی جانب منسوب ہے[1]. اور ملا حسین واعظ کاشفی (وفات ۹۰۶ھ) نے تفسیر حسینی لکھی"۔ (البیان فی علوم القرآن ص ۴۹۰ و ۴۹۱)

---

[1] شیخ سعدی شیرازیؒ کی جانب قرآن مجید کا جو مطبوعہ ترجمہ منسوب ہے وہ دراصل سید شریف علی الجرجانی کا ترجمہ ہے یہ ترجمہ جب پہلی مرتبہ پریس سے شائع ہوا تو تجارتی اغراض و منافع کے پیش نظر شیخ کے نام کی شہرت سے فائدہ اٹھانے کی بعینہ اسی طرح کوشش کی گئی جس طرح مخفی رشتی کے دیوان کو شاہزادی زیب النساء کے نام سے (جس کا تخلص بھی اتفاق سے مخفی ہے) منسوب کر کے اور تجارتی گرم بازاری پیدا کر کے نفع حاصل کیا گیا جو مخفی رشتی کے انتساب کے ساتھ مشکل تھا. مولانا عبدالحقؒ صاحب تفسیر حقانی کا چشم دید بیان ہے کہ:۔ جس کو آج کل جہلا سعدی کا ترجمہ کہتے ہیں وہ دراصل سید شریف کا ترجمہ ہے. صاحب مطبع نے میرے سامنے رواج دینے کے لئے سعدی کی طرف منسوب کر دیا ہے (البیان ص ۴۹۱) (باقی حاشیہ صفحہ ۲۹ پر)

پچھلی چند صدیوں سے قرآن مجید کے تراجم میں بکثرت اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور سترہویں صدی ی اب تک یورپ وایشیا کی تقریباً ۳۹ زبانوں میں کم وبیش ۱۳۳ ترجمے شائع ہوچکے ہیں اور یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ یہ ترجمے اسلامی ممالک اور ایشیا سے زیادہ یورپ کی زبانوں میں ہوئے ہیں۔ حتی کہ اب یورپ کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جسے علمی زبان کہا جا سکے اور اس میں قرآن مجید کے متعدد ترجمے نہ ہوچکے ہوں۔ انگریزی اور فرانسیسی میں تو بعض بعض ترجمہ کے تیس تیس اور پینتیس پینتیس اڈیشن تک شائع ہوچکے ہیں ابھی پچھلے دنوں برہان فروری ۱۹۴۰ء میں الہلال مصر کے حوالہ سے تراجم قرآن کی ایک فہرست شائع ہوئی تھی جس میں تقریباً ۱۲۵ ترجموں کی تفصیلات درج تھیں، اصل فہرست تو بہت طویل ہے اجمالاً چند مشہور زبانوں کے تراجم کی تعداد درج ذیل ہے۔

۱۔ انگریزی	۱۷ ترجمے	۷۔ چینی	۴ ترجمے
۲۔ جرمنی	۱۳ "	۸۔ فارسی	۶ "
۳۔ اٹالین	۸ "	۹۔ بنگالی	۵ "
۴۔ فرنچ	۷ "	۱۰۔ گجراتی	۴ "
۵۔ اسپین	۶ "	۱۱۔ پنجابی	۴ "
۶۔ ہالینڈ	۵ "	۱۲۔ ہندی	۲ "

(برہان بابت ماہ فروری و مارچ ۱۹۴۰ء)

ہندوستان میں قرآن مجید کے ترجمہ کی ابتدا شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ اور ان کا اخلافِ کرام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸) علاوہ ازیں خود شیخ سعدیؒ کی تصانیف اور ان کے اشعار سے قرآن کے ترجمہ کرنے کا مطلقاً سراغ نہیں ملتا اور پھر نہ صرف یہ بلکہ شیخ کے تذکرہ نگاروں اور سوانح نویسوں نے بھی جن میں سے بعض کو تحقیق کا درجہ حاصل ہے شیخ کے قرآن کا ترجمہ کرنے کی جانب کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ درآنحالیکہ انھوں نے شیخ کی معمولی معمولی تصانیف اور اشعار پر محققانہ بحثیں کی ہیں اور شیخ کے گم شدہ کلام کا ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھوج نکالا ہے۔" س، م "

ہوتی ہے، چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ (۱۱۱۴–۱۱۷۶ھ) کے فارسی ترجمہ کے بعد ۱۲۰۵ھ میں شاہ عبدالقادر دہلویؒ نے قرآن مجید کا اردو میں ترجمہ کیا، تمام موجودہ ترجموں میں یہ سب سے پہلا ترجمہ ہے جو اردو میں ہوا ۔ جیسا کہ خود شاہ عبدالقادرؒ کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ :۔

"اس بندۂ عاجز عبدالقادرؒ کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شاہ ولی اللہؒ عبدالرحیمؒ کے بیٹے سب حدیثیں جاننے والے نے فارسی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے ہیں۔ اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنی آسان کر کے لکھے، الحمدللہ کہ یہ آرزو ۱۲۰۵ھ میں حاصل ہوئی" [۱]

یہاں یہ عرض کرنا غالباً نامناسب نہ ہوگا کہ بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ شاہ رفیع الدینؒ دہلوی کے تحت اللفظ ترجمہ کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ غالباً یہ خیال شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی بزرگیٔ عمر کے پیش نظر قائم ہو گیا ہے جو بظاہر روایۃً اور درایۃً صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اگر شاہ رفیع الدینؒ کا ترجمہ پہلے ہو چکا ہوتا تو موضح القرآن میں جہاں شاہ عبدالقادرؒ نے شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے فارسی ترجمہ کا ذکر کیا ہے کوئی وجہ نہ تھی کہ بڑے بھائی کے ترجمہ کو نظر انداز کر جاتے ۔

اردو کے قدیم تراجم میں ایک ترجمہ دہلی کے مشہور طبیب حکیم شریف خاں (وفات ۱۲۲۲ھ) کا بھی بتلایا جاتا ہے لیکن یہ ترجمہ اب تک شائع نہیں ہو سکا۔ [۲]

مولوی امانت اللہ نے بھی ۱۲۱۹ھ میں فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر گل کرائسٹ کے حکم سے ایک ترجمہ کیا تھا۔ مگر یہ ترجمہ پورا نہیں ہو سکا اور نہ یہ معلوم ہے کہ قرآن کے کس قدر حصہ کا ہو پایا تھا۔ البتہ سورۂ فیل سے آخر تک ۱۰ سورتوں کا ترجمہ شائع ہو گیا ہے۔ [۳]

پھر اسی زمانہ میں عزیز اللہ ہمرنگ دکنی نے پارۂ عمّ کا اردو میں ترجمہ کیا، اس ترجمہ کا تاریخی نام

---

[۱] موضح القرآن ج ۱ ص ۲۔ [۲] مقدمہ شرح حمیات قانون حکیم شریف خاں ص ۱۲ [۳] ارباب نثر اردو ص ۱۴۴ و ۱۴۵۔

چراغ ابدی (۱۲۲۱ھ) ہے۔

بہرحال موجودہ تمام تراجم میں شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ سب سے زیادہ قدیم ترجمہ ہے اور بعد کے تمام مترجمین نے اپنے اپنے ترجموں میں اس ترجمہ کو بنیاد قرار دیا ہے، شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس ترجمہ کو ۱۲ سال کے طویل اعتکاف میں پورا کیا ہے۔ ترجمہ باوجودیکہ خاصا تحت اللفظ ہے مگر نقشِ دل ہونے کے باوجود اغلاق سے قطعاً پاک اور مبرا ہے، دوسرے مترجمین کا عام انداز یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے تراجم میں قرآن کی مراد کو واضح کرنے کے لئے جا بجا قوسین میں اپنی جانب سے الفاظ بڑھاتے ہیں تاکہ سمجھنے میں سہولت پیدا ہوسکے اور یہ بات تو بالعموم ہر ترجمہ میں پائی جاتی ہے کہ اس کو بامحاورہ کرنے کے لئے آیت کے آخری الفاظ کا ترجمہ شروع میں اور پہلے حصہ کا آخر میں کرتے ہیں۔ لیکن ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے ہونے اور پھر عبارت کے بامحاورہ اور عام فہم رہنے کا کمال صرف اسی ترجمہ میں ملتا ہے غرضیکہ یہ ترجمہ مستند ہونے کے علاوہ بامحاورہ اور سلیس بھی ہے اور سہل و آسان بھی۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے۔

> "سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہاں کا، بہت مہربان نہایت رحم والا، مالک انصاف کے دن کا، تجھی کو بندگی کریں اور تجھی سے مدد چاہیں، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تونے فضل کیا نہ ان کی جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے۔"

یہ ترجمہ متفقہ طور پر مستند سمجھا جاتا ہے اور اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر آج تک بے مثال ہے مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کا قول ہے کہ "شاہ عبدالقادر کے ترجمہ اور حواشی کی خوبی کا اصلی اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے خود قرآن پاک کے سمجھنے کی تھوڑی کوشش کی ہے۔

یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۲۵۳ھ میں کلکتہ سے دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، پہلی جلد سورۂ کہف تک ہے اور دوسری سورۂ مریم سے آخر تک اور موضح القرآن کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۲۷۰ھ میں مطبع احمدی دہلی میں چھپا ہے اس کے بعد سے اب تک متن قرآن اور موضح القرآن کے ساتھ اس کے متعدد اڈیشن مختلف سنین میں مختلف

مطابع سے شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۳۳۸ھ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے اس ترجمہ کی تجدید و تہذیب کی ہے، یہ تفصیل آگے آئے گی۔

۲۔ ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلویؒ | اردو میں یہ دوسرا ترجمہ ہے۔ شاہ عبدالقادرؒ کا ترجمہ بامحاورہ سمجھا جاتا ہے اور یہ تحت اللفظ، شاہ رفیع الدین کا کمال یہ ہے کہ غایت تحت اللفظ ترجمہ کرنے کے التزام کے باوجود ایک خاص حد تک سہولت اور مطلب خیزی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ یہ ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ کے شاگرد سید نجف علی کا جمع کیا ہوا ہے، تفسیر رفیعی کے دیباچہ میں ہے:-

"کہتا ہے خاکسار میر عبدالرزاق بن سید نجف علی المعروف بفوجدار خاں کے والد بزرگوار نے بخدمت جناب عالم باعمل و فاضل بے بدل واقف علوم معقول و منقول خلاصہ علمائے متاخرین مولوی رفیع الدینؒ کے عرض کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ ترجمہ کلام اللہ تحت لفظی آپ سے پڑھ کر زبان اردو میں لکھوں پھر آپ اس کو ملاحظہ فرما کر اصلاح دے کر درست فرما دیا کریں چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور تمام کلام اللہ اسی طرح سے مرتب ہوا اور رواج پایا" (تفسیر رفیعی ص ۱۲۷۲ھ)

شاہ رفیع الدینؒ کے ترجمہ کا طرز یہ ہے:-

"سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان، خداوند دن جزا کا، تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم، اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر ان کے سوا ان کے جو غصہ کیا گیا ہے اوپر ان کے اور نہ گمراہوں کی۔"

شاہ رفیع الدینؒ کا یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۲۵۶ھ میں شاہ عبدالقادرؒ کے فوائد موضح القرآن کے ساتھ کلکتہ کے ایک قدیم مطبع اسلامی پریس نامی میں چھپا ہے۔ اس کے بعد سے اب تک برابر اس کی اشاعت جاری ہے اور مختلف مطابع سے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ [۱]

---

[۱] تراجم کی یہ ترتیب سن طبع کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے، اس ترتیب سے قرآن مجید کے تراجم کی ارتقائی تاریخ کے ساتھ ساتھ اردو زبان و انشاء کے تدریجی ارتقاء پر بھی فی الجملہ روشنی پڑ جاتی ہے! (س۔م)

ترجمۂ قرآن کے طلبار کے لئے یہ ترجمہ بہت مفید ہے، اس سے قرآن کے ایک ایک لفظ کے معنی کا پتہ چل جاتا ہے۔

۳۔ ترجمہ منظوم مولوی عبدالسلام متخلص بسلام موسوم بہ تفسیر زادِ آخرت، قرآن مجید کا یہ ترجمہ نظم میں کیا گیا ہے اور تفسیر زاد الآخرت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ زبان کے لحاظ سے اس میں خاصی کہنگی پیدا ہوگئی ہے۔ ۱۲۴۴ھ سے ۱۲۵۹ھ اس کی تالیف کا زمانہ ہے۔ زاد الآخرت (۱۲۴۴ھ) تاریخی نام ہے۔ ۱۲۸۵ھ میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے چار ضخیم جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ ترجمہ منظوم ہونے کے باوجود شاعرانہ بے اعتدالیوں اور لغزشوں سے پاک اور مبرا ہے کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

جملہ خوبی خدا کو ہے شایاں — کہ ہے پروردگارِ عالمیاں
کہ بہت رحم و مہر والا ہے — جس کی رحمت بیاں سے بالا ہے
کہ وہی بادشاہ ہے روزِ جزا — شاہی اس دن کی ہے اسی کو سزا
تجھ کو ہی کرتے ہیں عبادت ہم — اور تجھ سے ہی اعانت ہم
کر ہدایت ہمیں وہ سیدھی راہ — کہ مراد اس سے ہے کتاب اللہ
راہ ان کی ہمیں ہدایت کر — تو نے انعام کرلیا جن پر
اے سوا ان کے جو کہ تھے مغضوب — تھے جو محروم سب وے اور مسلوب
اور نہ گمراہوں کی وہ ہووے راہ — ایسی راہوں سے ہم کو رکھ لے نگاہ"

۴۔ ترجمہ سرسید احمد خاں یہ ترجمہ سرسید احمد کی تفسیر القرآن کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ سرسید کی تفسیر کی پہلی جلد ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً ۱۳۱۳ھ تک اس کی ۶ جلدیں شائع ہوئیں۔ جو سورۂ بنی اسرائیل تک کے ترجمہ و تفسیر پر مشتمل ہے، ساتویں جلد جس میں سورۂ انبیار کا ترجمہ و تفسیر ہے چھپنے نہ پائی تھی کہ مصنف کا انتقال ہوگیا۔ ترجمہ بلحاظ زبان خاصا سلیس و رواں اور عام فہم ہے ترجمہ معنویت کے لحاظ سے

کیسا ہے؟ اس کے بارے میں سرسید کے سوانح نگار خواجہ الطاف حسین حالی نے سرسید کی تفسیری خدمات کو مہتم بالشان ثابت کرنے اور سراہنے کے باوجود اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی ہے :-

"سرسید نے اس تفسیر میں جا بجا ٹھوکریں کھائی ہیں اور بعض بعض مقامات پر ان سے نہایت رکیک لغزشیں ہوئی ہیں۔" (حیات جاوید حصہ اول ص ۱۸۴ مطبوعہ مفید عام آگرہ)

سرسید کا ترجمہ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس میں ۱۳۰۳ھ - ۱۳۱۳ھ میں تفسیر القرآن کے ساتھ چھپا ہے ترجمہ کا نمونہ یہ ہے

"سب بڑائیاں خدا ہی کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان ہے اور بڑا رحم والا حاکم ہے انصاف کے دن کا، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھی راہ پر چلا، ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے بخشش کی ہے، نہ ان کی راہ پر جن پر تیرا غصہ ہوا ہے اور نہ بھٹکنے والوں کی راہ پر۔"

(۵) ترجمہ مولانا عبدالحق حقانی دہلوی | یہ ترجمہ نصف صدی پرانا ہونے کے باوجود بہ لحاظ زبان و بیان اور مطالب نہایت عام فہم، بامحاورہ، سلیس اور مطلب خیز ہے، علمائے کرام نے متفقہ طور پر اس ترجمہ کو مستند تسلیم کیا ہے، تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی کے ساتھ ۸ جلدوں میں شائع ہوا ہے پہلی سات جلدیں ۱۳۰۵ھ سے لے کر ۱۳۱۳ھ تک اور آٹھویں جلد جو پارۂ عم پر مشتمل ہے ۱۳۱۸ھ میں مطبع مجتبائی دہلی میں چھپی ہیں۔ اس ترجمہ کے اب تک متعدد اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے :-

"ہر طرح کی ستائش اللہ ہی کے لئے ہے جو کل جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے جو نہایت رحم کرنے والا جزا کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے (ہر کام میں) مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستہ پر چلا، ان کے رستہ پر جن پر تو نے فضل کیا، نہ ان کے رستہ پر کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، نہ گمراہوں کے راستہ پر۔"

(۶) ترجمہ مولوی فتح محمد تائب لکھنوی | مولوی فتح محمد کا ترجمہ نہ بالکل تحت اللفظ ہے اور نہ بامحاورہ ہی،

لہ بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں (مصحح)

ہلکہ بین بین ایک طرز پیدا ہوگیا ہے۔ لکھنویت کے باوجود زبان میں وہ بات نہیں جس کی لکھنویت سے توقع ہونی چاہیے۔ یہ ترجمہ بھی بعض دوسرے تراجم کی طرح تفسیر کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جس کا نام خلاصۃ التفاسیر ہے۔ یہ تفسیر ۴ جلدوں پر مشتمل ہے اور ۱۳۰۹ھ سے ۱۳۱۱ھ تک لکھنؤ کے مطبع انوار محمدی میں چھپی ہے۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے:۔

"سب تعریف واسطے اللہ کے پالنے والا تمام جہان کا، بڑا مہربان نہایت رحم والا، مالک دن قیامت کا، تیری ہی بندگی کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم، چلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی نعمت کی تو نے جن پر نہ غضب کیا گیا جن پر اور نہ (راہ) گمراہوں کی۔"

(۷) ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی | زبان کی سلاست، شستگی اور شگفتگی کے لحاظ سے اس ترجمہ کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی مرحوم کا شمار اردو ادب کی تاریخ میں ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اردو ادب کی تعمیر میں برابر کے شریک ہیں۔ لیکن ڈپٹی صاحب کی زبان و انشا میں علمی حیثیت سے ایک خاص نقص ہے جس نے ان کی بعض علمی تصانیف کو علمی معیار پر سبک کر دیا ہے، وہ انشا میں زور بیان پیدا کرنے کے لئے جا بجا بکثرت محاورے استعمال کرتے ہیں جو اکثر فرقِ مراتب اور حدِ احترام سے متجاوز ہو جاتے ہیں تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ ڈپٹی صاحب کی علمی تصانیف اس پر شاہد ہیں۔ اس نقص سے قطع نظر جیسا کہ ابتدا عرض کیا گیا ہے ترجمہ بلحاظ زبان و انشا نہایت سلیس، رواں، شستہ اور ادیبانہ ہے، البتہ متن کے بعض مقامات کے ترجمہ اور حواشی کے بعض مسائل پر علمائے کرام کو فی الجملہ اعتراض ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا تھانوی نے اصلاح ترجمہ دہلویہ کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ترجمہ اور حواشی کے اغلاط بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ساڈھورہ (انبالہ) کے مطبع بلالی میں چھپا ہے

ڈپٹی صاحب کا یہ ترجمہ مع ان کے حواشی کے پہلی مرتبہ غالباً ۱۳۱۷ھ میں اور دوسری مرتبہ ۱۳۱۹ھ میں مطبع انصاری دہلی میں کتابت و طباعت کے جملہ محاسن کے ساتھ شائع ہوا ہے اور اب تک اس کے تقریباً ۱۰-۱۲ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے۔

"ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو) تمام جہان کا پروردگار (ہے) نہایت رحم والا، مہربان، روزِ جزا کا حاکم (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو (دین کا) سیدھا رستہ دکھا، ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے (اپنا) فضل کیا نہ ان کا جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔"

(۸) ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی | اس ترجمہ کی تالیف ۱۳۱۸ھ میں اور طباعت ۱۳۲۰ھ میں ہوئی ہے۔ اس ترجمہ کی معنوی عمدگی کے بارے میں حضرت شیخ الہندؒ کا یہ قول غالباً کافی ہوگا:۔

"بندہ کے احباب میں اول مولوی عاشق الٰہی سلمہ ساکن میرٹھ نے ترجمہ کیا۔ اس کے بعد مولانا اشرف علی صاحب سلمہ اللہ نے ترجمہ کیا۔ احقر نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو جملہ خرابیوں سے پاک وصاف اور عمدہ ترجمے ہیں۔" (مقدمہ ترجمہ قرآن شیخ الہندؒ)

زبان وانشاء کے اعتبار سے مولانا عاشق الٰہی صاحب کا ترجمہ اچھا خاصا رواں اور سلیس ہے بیان اور مطالب کے لحاظ سے بھی عام فہم اور مطلب خیز ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن مع حواشی ۱۳۲۰ھ میں خیر المطابع لکھنؤ میں چھپا ہے، اس کے بعد غالباً تین اڈیشن اور نکل چکے ہیں۔ ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے:۔

"ہر تعریف اللہ ہی کو (زیبا ہے) جو تمام جہان کا پروردگار، نہایت مہربان رحم والا، مالک ہے روزِ جزا (یعنی قیامت) کا، خداوندا تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں دکھا ہم کو سیدھا راستہ ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل فرمایا ہے! نہ ان کا جن پر غصہ ہوا ہے اور نہ بہکنے والوں کا۔"

(۹) ترجمہ مولانا وحید الزماں | مولانا وحید الزماں کو صحاح ستہ کے تراجم کے سلسلہ میں علمی حلقوں میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ مولانا نے صحاح کے تراجم کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ ترجمہ مع ان کے حواشی کے جو تفسیرِ وحیدی کے نام سے موسوم ہے۔ ۱۳۲۳ھ میں مطبع القرآن والسنہ امرتسر سے شائع ہوا ہے، ترجمہ بلحاظ زبان

بامحاورہ، مطلب خیز اور فی الجملہ سلیس ہے۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے:۔

"اصل تعریف اللہ ہی کو سزاوار ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان رحم والا، انصاف کے دن کا مالک، ہم تیری بندگی کرتے ہیں (یعنی تیری ہی پوجا کرتے ہیں) اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھے رستہ پر چلا، ان کا راستہ جن پر تونے کرم کیا، نہ ان کا جن پر غصہ ہوا اور نہ ان کا جو بہک گئے۔"

(۱۰) ترجمہ مرزا حیرت دہلوی | مرزا حیرت اپنی گوناگوں خصوصیات کی بنا پر علمی حلقوں میں ایک خاص شہرت کے مالک ہیں۔ ترجمہ بامحاورہ، رواں اور سلیس و شستہ ہے۔ مترجم نے خود اپنے حواشی کے ساتھ اپنے مطبع کرزن پریس میں چھاپا ہے۔ نفسِ ترجمہ کے اعتبار سے اس میں اکثر اغلاط پائے جاتے ہیں۔ جن پر حضرت مولانا تھانوی ؒ نے ایک مختصر سا رسالہ اصلاح ترجمہ حیرت کے نام سے تصنیف فرمایا ہے جو ۱۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں صرف ابتدائی دو پاروں کی وہ غلطیاں مذکور ہیں جو لغات کے ترجمہ اور متن و حواشی سے متعلق ہیں، یہ رسالہ کانپور کے مطبع قیومی میں ۱۳۳۰ھ میں چھپا ہے۔ مرزا حیرت کے ترجمہ کا نمونہ یہ ہے

"سب تعریف اللہ کو (سزاوار) ہے جو سارے جہان کا پروردگار، بہت مہربان نہایت رحم والا انصاف کے دن کا مالک (ہے) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تونے فضل کیا ہے نہ ان کی جن پر (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کی۔"

اس ترجمہ کے متعدد ایڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔

(۱۱) ترجمہ ڈاکٹر عبدالحکیم | زبان اور انشا کے لحاظ سے نہایت سلیس اور شستہ اور بامحاورہ ترجمہ ہے، خود مترجم کے حواشی کے ساتھ جو تفسیر القرآن بالقرآن کے نام سے موسوم ہیں ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوا ہے۔ مقامِ اشاعت تراوڑی ضلع کرنال کا مطبع عزیزی ہے۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے۔

"تمام حمد اللہ کے واسطے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے، جو رحمٰن اور رحیم، اور روزِ انصاف کا مالک ہے خاص تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کر یعنی ان (برگزیدوں) کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا ہے جو غیر ہے ان لوگوں کے راستہ سے جن پر تیرا غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں۔"

(۱۲) ترجمہ مولانا ثناء اللہ امرتسری | یہ ترجمہ تفسیر ثنائی کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔ نفسِ ترجمہ میں بلحاظ زبان و مطالب مقابلۃً بظاہر کوئی خاص ندرت نہیں پائی جاتی ہے۔ تفسیر ثنائی کے ساتھ سات جلدوں میں خود مصنف کے اہتمام سے غالباً ۱۳۲۵ھ کے لگ بھگ مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپا ہے، نمونہ درج ذیل ہے۔

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سب جہان والوں کا پرورش کرنے والا، بڑا مہربان نہایت رحم والا، قیامت کے دن کا مالک۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں: ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا، ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام کئے نہ ان لوگوں کی جن پر غضب کیا گیا نہ ان کی جو گمراہ ہیں۔"

(۱۳) ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی | حضرت مولانا نے یہ ترجمہ اپنی تفسیر بیان القرآن کے ضمن میں کیا ہے۔ مستند علماء کی متفقہ رائے ہے کہ یہ ترجمہ تحت اللفظ ہونے کے باوجود با محاورہ، مطلب خیز، سلیس اور نہایت عام فہم ہے۔ اور ان اغلاط اور خللِ لفظی سے پاک ہے جو اردو کے اکثر تراجم میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کی رائے مولانا تھانویؒ کے ترجمہ کے بارے میں مولانا عاشق الٰہی صاحب کے ترجمہ کے سلسلہ میں پیش کی جا چکی ہے۔ مولانا تھانویؒ نے یہ ترجمہ ۱۳۲۲ھ میں تصنیف فرمایا تھا، ۱۳۲۶ھ میں مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۲ جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ قبولِ عام کا یہ حال ہے کہ مختلف مطابع میں متن اور تفسیر کے ساتھ متعدد اڈیشن (جن کا شمار ازبس دشوار ہے) چھپ چکے ہیں۔ کثرتِ اشاعت کے اعتبار سے شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے۔ ترجمہ کا انداز یہ ہے:-

"سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے، جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں، جو مالک ہیں روزِ جزا کے، ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں۔ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا، رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔"

(۱۴) ترجمہ محمد علی صاحب لاہوری | مترجم جماعتِ احمدیہ کے امیر ہیں، انھوں نے یہ ترجمہ اپنی تفسیر بیان القرآن کے ضمن میں اپنی جماعت احمدیہ کے لئے اپنے معتقدات کو پیشِ نظر رکھکر کیا ہے۔ ترجمہ بلحاظ زبان و انشاء شستہ اور سلیس اور عام فہم عبارت میں ہے مگر چونکہ خاص معتقدات کو محور قرار دے کر بیان القرآن کی تصنیف عمل میں آئی ہے۔ اس لئے عام مسلمانوں کے لئے اس کے مطالعہ میں مضرت کا سخت اندیشہ ہے۔ یہ ترجمہ بیان القرآن کے ساتھ مطبع کریمی لاہور سے شائع ہوا ہے۔ تین جلدوں پر مشتمل ہے جو علی الترتیب ۱۳۴۰ھ سے ۱۳۴۲ھ تک چھپی ہیں۔ ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے۔

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے (تمام) جہانوں کا رب، بے انتہا رحم والا، بار بار رحم کرنے والا جزا کے وقت کا مالک، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کا رستہ جن پر تونے انعام کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔"

(۱۵) ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ | حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ کی ابتدا اگرچہ ۱۳۲۷ھ میں ہو چکی تھی مگر اتمام ۱۳۳۸ھ میں (بزمانہ اسارت فرنگ بحرِ روم کے جزیرہ مالٹا میں) ہوا۔ حضرتؒ کے انتقال (۱۳۳۸ھ) کے بعد مدینہ پریس بجنور سے ۱۳۴۲ھ میں شائع ہوا۔ ترجمہ پر حواشی سورۂ نساء تک خود حضرت مترجم نے لکھے تھے، بقیہ ساڑھے چھبیس پاروں کے حواشی کی تکمیل حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے فرمائی جو اپنی ظاہری اور معنوی خوبیوں اور محاسن کے اعتبار سے اب تک کے تمام شائع شدہ حواشی میں شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضرت شیخ الہندؒ کا ترجمہ دراصل شاہ عبدالقادر دہلویؒ کے ترجمہ

کی بلحاظ زبان و بیان اور مطالب تجدید و تفصیل ہے، چنانچہ خود حضرت مقدمۂ قرآن میں فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے ترمیم صرف دو امر میں کی ہے اول لفظِ متروک کو بدل دیا اور کہیں کہیں حسب ضرورت اجمال کو کھول دیا ہے۔"

یہ بات بظاہر تو آسان اور سہل سی معلوم ہوتی ہے مگر اس راہ کی دشوار گزاری اور مشکلات کا اندازہ کچھ وہی شخص کر سکتا ہے جس نے ان ترجموں کو سامنے رکھکر تھوڑا سا بھی تدبر کیا ہو! ترجمہ بلحاظ زبان و بیان اور مطالب بامحاورہ اور مطلب خیز بھی ہے اور عام فہم اور سلیس بھی، درانحالیکہ ایک حد تک تحت اللفظ بھی ہے اور ان تمام محاسن کا حامل ہے جو شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ میں پائے جاتے ہیں۔ مدینہ پریس بجنور سے اس ترجمہ کے تین اڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اب تک کے تمام مطبوعہ مترجم و محشی قرآن مجید میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو متن کے ساتھ (پہلے اڈیشن کے علاوہ) تمام و کمال بلاکوں کے ذریعہ سے چھپا ہے۔ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا، بیحد مہربان نہایت رحم والا، مالک روزِ جزا کا، تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں، بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا، جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔"

(۱۶) ترجمہ خواجہ حسن نظامی دہلوی | خواجہ صاحب کے ترجمہ کا طرز دوسرے تمام تراجم سے مختلف ہے وہ پہلے شاہ رفیع الدین دہلویؒ کا تحت اللفظ ترجمہ متنِ قرآن کے نیچے نقل کرتے ہیں۔ اس کے نیچے ان کا اپنا ترجمہ ہوتا ہے، ترجمہ میں قرآن کے مفہوم کو واضح اور عام فہم کرنے کے لئے جا بجا قوسین میں لمبی لمبی تشریحی عبارتیں اپنی مخصوص انشا میں لکھتے جاتے ہیں، جن کی مدد سے معمولی لکھا پڑھا آدمی بھی بآسانی استفادہ کر سکتا ہے گویا کہ جس مفہوم کو دوسرے مترجم حواشی میں بیان کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب اس کو متنِ ترجمہ میں شامل کر دیتے ہیں اور متن و تفسیر میں امتیاز کے لئے بریکٹ بنا دیتے ہیں۔ غالباً اسی تفہیم عوام کے پیش نظر خواجہ صاحب نے اس کو بجائے ترجمہ کے عام فہم تفسیر کے نام سے موسوم کیا ہے۔

خواجہ صاحب کے ترجمہ کا ہر ایک پارہ علیحدہ علیحدہ ۳۰ حصوں میں ملا واحدی صاحب نے اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ اس کا پہلا حصہ ۱۳۴۳ھ میں نکلا ہے۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے:۔

"ہر طرح کی تعریف (خاص الخاص ثنا اور اعلیٰ سے اعلیٰ بڑائی جو ازل سے اب تک ہوئی اور اب سے ابد تک ہونی ممکن ہے) اللہ ہی کو (سزاوار) ہے، جو تمام جہانوں (یعنی ساری اور سب طرح کی خلقت) کا پروردگار (پالنے والا) ہے (اور جو) بہت بخشش کرنیوالا (اور) ازحد مہربان ہے، (اور جس کی مہربانیاں ہر مخلوق پر ہر طرح سے ظاہر اور باطن رہی ہیں) (اور جو) روزِ جزا کا مالک (یعنی قیامت کے دن کا بادشاہ) ہے (اے خدا جب تو ہی ہمارا خالق، تو ہی ہمارا پالنے والا اور تو ہی ہمارا مالک و آقا ہے تو تیرے سوا سب سے آنکھیں بند کرکے اور سب سے منہ موڑ کر اور سب سے دل ہٹا کر) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد کے طلبگار ہیں (ہر بات اور ہر کام میں) ہمیں سیدھا رستہ دکھا (ایسا رستہ جو تجھے پسند ہو اور جس پر چلنے سے ہماری دین و دنیا کی بھلائی ہو) ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے فضل (و کرم) کیا (اور تیرے انعام سے وہ نعمت والے ہوئے) ان کا نہیں جن پر غصہ کیا گیا (یعنی جو بے راہ ہیں) اور نہ ان کا جو گمراہ ہیں (اور یہ دونوں گروہ اپنی نافرمانی کے سبب تیرے عتاب میں رہتے ہیں)۔"

(۱۷) ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد | مولانا آزاد کا ترجمۂ قرآن، ترجمان القرآن کے نام سے موسوم ہے، یہ ترجمہ دو جلدوں میں سورۂ فاتحہ سے سورۂ مومنون تک چھپا ہے، پہلی جلد سورۂ انعام تک اور دوسری جلد سورہ اعراف سے سورۂ مومنون تک ہے۔ یہ ترجمہ زبان و بیان اور مطالب کے لحاظ سے کیسا ہے؟ یہ محتاج بیان نہیں، مولانا آزاد کے غایت پاکیزہ شستہ اور دلنشین انداز نگارش سے کون ہے جو واقف نہیں! البتہ طرز ترجمہ کے بارے میں یہ عرض کردینا مناسب ہوگا کہ مولانا آزاد قرآن کے الفاظ کے بجائے اس کے مفہوم کا ترجمہ کرتے ہیں جس میں ایک خاص نقطۂ نظر سے قرآن مجید کی مراد کو واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ مختصر حواشی کا کام متن کے ترجمہ میں تشریحات کا اضافہ کرکے لینا چاہتے ہیں، جس کے لئے جا بجا قوسین میں تشریحی اور توضیحی عبارتیں بڑھادی گئی ہیں خود ان کا بیان ہے کہ

"مجرد ترجمہ کی وضاحت میں زیادہ مطول تفاسیر سے مقدار میں کم، چنانچہ اس غرض سے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے

ترجمہ میں زیادہ سے زیادہ وضاحت کی کوشش کی جائے پھر جا بجا نوٹ بڑھائے جائیں۔"

طرز ترجمہ یہ ہے:۔

"ہر طرح کی ستائش (یعنی حسن و جمال کے اعتراف اور کبریائی و کمال کے اعتقاد کے ساتھ جو کچھ بھی اور جب کچھ بھی کہا جائے) صرف اللہ ہی کے لئے ہے، اللہ ہی کے لئے! جو تمام کائنات خلقت کا پروردگار ہے (جس کی پروردگاری کائنات خلقت کے ہر وجود کو زندگی اور بقا کا سروسامان بخشتی اور پرورش کی ساری ضرورتیں مہیا کرتی رہتی ہے) جو رحمت والا ہے اور جس کی رحمت تمام کائنات ہستی کو اپنی بخششوں سے مالا مال کر رہی ہے اور جو جزا اور سزا کے دن کا مالک ہے (اور جس کی عدالت نے ہر کام کے لئے بدلہ اور ہر بات کے لئے نتیجہ ٹھیرا دیا ہے) خدایا! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تو ہی ہے جس سے (زندگی اور آخرت کی ساری احتیاجوں میں) مدد مانگتے ہیں (تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی بندگی کی جائے، اور طاقت و بخشش کا کوئی سہارا نہیں جس سے مدد مانگی جائے!) خدایا! ہم پر (فلاح و سعادت کی) سیدھی راہ کھول دے! وہ راہ جو ان لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہوا، ان کی نہیں جو تیرے حضور میں مغضوب ہوئے اور نہ ان کی جو راہ سے بھٹک گئے اور منزل کا سراغ ان پر گم ہو گیا!"

ترجمان القرآن کی پہلی اور دوسری جلد لاہور کے تاجر کتب شیخ مبارک علی کے اہتمام میں شائع ہوئی ہے[ل]۔ ترجمہ پورا ہونے میں ابھی بارہ[۱۲] پارے باقی ہیں۔ راقم السطور کو موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بقیہ پاروں کا ترجمہ مع حواشی مکمل ہو چکا ہے البتہ ابھی تک پریس کو نہیں دیا گیا۔ ترجمان القرآن کی پہلی جلد ۱۹۳۱ء میں جید برقی پریس دہلی میں اور دوسری ۱۹۳۶ء میں مدینہ پریس بجنور میں چھپی ہے۔

(۱۸) ترجمہ مولوی فتح محمد جالندھری | فاضل مترجم، ہماری زبان کے مصنفین میں اردو صرف و نحو کی مشہور کتاب مصباح القواعد کے مصنف کی حیثیت سے خاصے روشناس ہیں۔ ان کا یہ ترجمہ تراجم قرآن کے سلسلہ میں اوسط درجہ کا کہا جا سکتا ہے۔ زبان نہ بہت زیادہ پاکیزہ و شستہ ہے اور نہ بہت زیادہ مغلق و گنجلک

ل دونوں جلدیں خود مولانا نے اپنے اہتمام سے شائع کی ہیں۔ دوسری جلد کا اسٹاک البتہ شیخ مبارک علی نے خرید لیا تھا (م ع)

البتہ عام فہم اور سلیس ہونے میں کلام نہیں ہے۔ اور نیز اپنی معنویت کے لحاظ سے علماءِ کرام کے نزدیک قابلِ اعتماد سمجھا جاتا ہے! راقم السطور کے سامنے اس ترجمہ کا جو اڈیشن ہے اس کو لاہور کی تاج کمپنی نے اپنی متعارف خصوصیات و محاسنِ طباعت کے ساتھ زیرِ متن نہایت عمدہ طور پر شائع کیا ہے[۵]۔ ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے۔

"سب طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے، بڑا مہربان، نہایت رحم والا انصاف کے دن کا حاکم (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو سیدھے رستے چلا، ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل و کرم رہا، نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا، اور نہ گمراہوں کے۔"

متذکرہ صدر ترجموں کے علاوہ اردو میں چند ترجمے اور بھی ہیں، مثلاً حسین قلی خاں لکھنوی ...... مقبول حسین لکھنوی، ابو محمد مصلح اور مولوی عبدالرحیم وغیرہم کے تراجم، لیکن یہ ترجمے غیر معروف ہونے کے علاوہ فی الجملہ اجنبی بھی ہیں اور اپنی سطحیت کی بنا پر ناقابل تذکرہ بھی! ان کے علاوہ بعض ترجمے اور بھی ہیں جو عربی و فارسی کی تفاسیر کے ترجموں کے ساتھ اردو میں منتقل ہو گئے ہیں جیسے تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر جلالین، اور تفسیر حسینی کے اردو تراجم اور تفسیرِ کبیر کے کسی قدر حصہ کا ترجمہ یا اسی طرح کے بعض اور مختلف سورتوں اور پاروں کے غیر مکمل تراجم، علاوہ ازیں مولانا احمد سعید صاحب دہلوی بھی قرآن مجید کا ترجمہ کر رہے ہیں جو ابھی زیرِ تالیف ہے، امید ہے کہ یہ ترجمہ زبان و بیان اور مطالب کے لحاظ سے قرآن مجید کے اردو تراجم میں ایک اچھا اضافہ ثابت ہوگا۔

نوٹ:۔ یہ پورا مضمون راقم السطور کی غیر مطبوع فہرست اردو تراجم سے منقول ہے۔

---

[۵] اس ترجمہ میں سابقہ ترتیب باقی نہیں رہ سکی۔ جو نسخہ راقم السطور کے سامنے ہے اس کو تاج کمپنی نے چھاپا ہے، مقدمتاً و تقریظات وغیرہ کسی چیز سے قطعاً یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہی پہلا اڈیشن ہے یا اس سے پہلے بھی کہیں اور چھپ چکا ہے مگر مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے میں نے اس کے علاوہ بھی اس کا ایک اور اڈیشن دیکھا ہے جو غالباً لاہور کے تاجر کتب عطر چند کپور کے یہاں کا چھپا ہوا تھا۔ مگر طباعت کا زمانہ یاد نہیں ہے۔

تکملۂ مضمون قرآن کے اردو تراجم

غلطی سے مندرجہ ذیل حصہ لکھنے سے رہ گیا تھا اب اسے ذیل میں بطور تکملہ شامل کیا جا رہا ہے۔

(۱۹) ترجمہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی | موصوف کو ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی دینی جماعت کی قیادت حاصل رہی ہے۔ ان کے ترجمہ کا انداز تقریباً تحت اللفظ ہے اور بلحاظ زبان و بیان اور مطالب فی الجملہ سہل اور عام فہم نہیں کہا جا سکتا۔ ترجمہ کا نمونہ یہ ہے:۔

"سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا، روزِ جزا کا مالک، ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں، ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا"

اس ترجمہ کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ پہلا مطبع نعیمی اور دوسرا مطبع اہلِ سنت میں چھپا۔ یہ دونوں مطبع مراد آباد کے ہیں۔

سرِ ورق پر ترجمہ کا تاریخی نام "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" لکھا ہوا ہے۔ نام کے دوسرے جزء کے نیچے سنہ ۱۳۳۰ھ مرقوم ہے۔ یہ نام مادۂ تاریخ کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ اس میں اشکال یہ ہے جس کی کوئی بعید ترین صحیح تاویل سمجھ میں نہیں آتی۔ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" کو اگر پورا تاریخی نام سمجھا جائے جیسا کہ سرورق پر تحریر ہے تو اس کے اعداد کا مجموعہ (۱۷۲۵) آتا ہے اور اگر صرف "ترجمۃ القران" کو تاریخی نام سمجھا جائے جیسا کہ اس کے نیچے سنہ ۱۳۳۰ھ کے مرقوم ہونے سے گمان کیا جا سکتا ہے تو اس کے اعداد کا مجموعہ (۱۴۲۵) نکلتا ہے جو اصل سنہ ۱۳۳۰ھ سے (۹۵) زیادہ ہے۔ اب صرف ایک صورت ہے جس کے لحاظ سے اعداد کا مجموعہ سنہ ۱۳۳۰ھ آ سکتا ہے۔ وہ یہ کہ "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" (۱۷۲۵) کو پورا تاریخی نام تصور کیا جائے اور "ترجمۃ القران" کی درمیانی "ت" (۴۰۰) کو "ہائے ہوز"